# ماہِ محرم اور یومِ عاشورا

وعظ


حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سابق صدر مفتی و حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل


پیش کش


الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

□

# اقتباس

بعض لوگ اس محرم کے مہینے میں شادی بیاہ نہیں کرتے، حالاں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسی مہینے میں ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسی مہینے میں ہوا ہے، اور ان دونوں نکاح سے بڑھ کر بابرکت نکاح کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں جب کوئی نکاح پڑھانے والا کوئی نکاح پڑھاتا ہے اور دعا کرتا ہے تو کہتا ہے: اَللّٰھم اَلِّفْ بینهما كما اَلَّفْتَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَفَاطِمة، اَللّٰھم اَلِّفْ بینهما كما اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّخَدِيْجَةَ الكُبْرٰی۔ وہاں تو یہ دعائیں کی جاتی ہیں اور اسی مہینے میں نکاح کرنے کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں۔

www.afif.in

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتو كل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، و من يضلله فلا هادي له، و نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له و نشهد أن سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله، أرسله إلى كافّة الناس بشيرا و نذيرا، و داعيا إلى الله بإذنه و سراجا منيرا، صلى الله تعالىٰ عليه و على آله و أصحابه و بارك و سلّم تسليما كثيرا كثيرا، أما بعد:

فَاَعُوۡذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بسم الله الرحمن الرحيم: ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِيۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ﴾

## اسلام میں قمری، ہجری سال کا اعتبار ہے

میرے قابلِ احترام بھائیو! ہمارے ہجری، قمری سال کی ابتدا ہوئی، محرم کا مہینہ اسلامی کلینڈر کا پہلا مہینہ ہے، گویا ۱۴۳۶ھ ختم ہو کر، ۱۴۳۷ھ میں ہم نے قدم رکھا۔ یہ اسلامی کلینڈر جو چاند کے حساب سے جاری کیا گیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اسلامی، شرعی احکام کے لیے ان ہی قمری تاریخوں کا انتخاب فرمایا۔

## دنوں اور مہینوں کے حساب کے لیے اللہ تعالیٰ ہی نے قمری سال کا انتخاب فرمایا ہے

قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ نے ایک جگہ پر فرمایا ہے: ﴿یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ﴾ [البقرۃ:۱۸۹] یہ لوگ، یا یہ مشرکین آپ سے چاندوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ بتلا دیجیے کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات کی تعیین اور حج کے وقت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن ہی میں اس کا اعلان فرمادیا کہ شریعتِ مطہرہ کے نزدیک دنوں اور مہینوں کے حساب کے لیے یہی چاند والا حساب معتبر اور مستند قرار دیا گیا ہے۔

## شمسی کلینڈر کے حساب سے تاریخوں کا استعمال بھی جائز ہے

ویسے دوسرا حساب بھی ہے جو دنیا میں عام طور پر جاری ہے سورج والا حساب، شمسی کلینڈر، وہ ۳۶۵/دن والا ہوتا اور قمری ۳۵۴/دنوں کا ہوا کرتا ہے۔ ویسے شمسی کلینڈر سے بھی منع نہیں کیا گیا، اس کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ قرآنِ پاک باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ﴾ [یونس:۵]۔

اس آیت کی تشریح میں حضراتِ علماء فرماتے ہیں کہ آپ شمسی کلینڈر کے اعتبار سے بھی تاریخیں استعمال کرسکتے ہیں لیکن اسلام نے اپنے تمام احکام کی بنیاد چاند کے حساب پر رکھی ہے یعنی قمری کلینڈر کے اوپر رکھی ہے۔

## تمام اسلامی احکام کے حسابات قمری کلینڈر پر مبنی ہیں

اور اسی کو اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے اور جتنے بھی احکام ہیں: زکوۃ کا حساب ہو، حج کی تاریخیں ہوں، رمضان کا مہینہ ہو، دونوں عیدیں: عید الفطر ہو، عید الاضحیٰ ہو اور بابرکت عشرے: ذوالحجہ کے مہینے کے پہلے دس دن، رمضان کے آخری دس دن، محرم کے پہلے دس دن اور اسی طرح شبِ برائت، یہ جتنے بھی اسلامی حسابات ہیں، وہ سب قمری کلینڈر کے اوپر مبنی رکھے گئے۔

## ہر قمری مہینے کے پہلے چاند کو دیکھنا فرضِ کفایہ ہے

اور اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ ہر مہینے کے چاند کا دیکھنا فرضِ کفایہ ہے، ہمارے یہاں اس کا اہتمام نہیں ہوتا، ویسے دیہاتوں میں ایسے اللہ کے ایک دو بندے ہوتے ہیں جو اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگر کوئی بھی اس حساب کو جاری اور باقی رکھنے کے لیے چاند دیکھنے کا اہتمام نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے؛ اس لیے مسلمانوں کو تو چاہیے کہ اگر وہ اپنے دنیوی امور میں مجبوری کی وجہ سے شمسی تاریخوں کا استعمال کریں تو گنجائش ہے، منع نہیں ہے لیکن اپنی اسلامی تاریخ کو یاد رکھنا کہ آج کون سا چاند ہے، یہ بحیثیت مسلمان کے ایمانی اور اسلامی غیرت کا تقاضا ہے، اگر سب بھول جائیں گے تو سبھی گنہگار قرار دئے جائیں گے۔

## محرم الحرام قمری سال کا پہلا مہینہ ہے

یہ محرم کا مہینہ اسلامی کلینڈر کا پہلا مہینہ ہے، قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ فرماتے



www.afif.in

ہیں: ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾ کہ مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے یہاں بارہ ہے، ﴿فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ لوحِ محفوظ کے اندر، ﴿يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ ویسے یہ فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن اس فیصلے کا عمل اور اجراء زمین اور آسمان کی جب پیدائش ہوئی، اس وقت سے شروع ہو چکا ہے۔

## قمری سال کے چار حرمت والے مہینے

﴿مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ اور ان بارہ مہینوں میں چار مہینے وہ ہیں جو حرمت والے ہیں، ان کا ادب واحترام شریعت کی نگاہ میں خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ چناں چہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جو مشہور خطبہ دیا، اس میں حرمت والے جو چار مہینے ہیں، ان کے متعلق فرمایا کہ تین مہینے ایک ساتھ ہیں: ذوقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ اور ایک الگ ہے: رجب کا مہینہ (١)، اسلامی کلینڈر کا آٹھواں مہینہ، محرم اسلامی، قمری کلینڈر کا پہلا مہینہ ہے اور ذوقعدہ اور ذوالحجہ آخری دو مہینے گیارہواں اور بارہواں ہے، بہرحال! یہ چار مہینے حرمت والے قرار دئے ہیں۔

## مشرکین کے دلوں میں حرمت والے مہینوں کا پاس ولحاظ

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت کے اندر اسی زمانے سے

(١) حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ (صحیح البخاری، بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ)

ان مہینوں میں قتل وقتال کوحرام قرار دیا گیا تھا، اگر چہ شریعتِ اسلامی نے آکر اس حکم کوتو منسوخ کیا۔ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے یہ جوقدیم حکم چلا آرہا تھا، عربوں میں اس کا بڑا اہتمام تھا۔ عرب اپنی معاشرت کی وجہ سے جن برائیوں کے اندر پھنسے ہوئے تھے، وہاں حال یہ تھا کہ نہ کسی کی جان محفوظ تھی، نہ کسی کا مال محفوظ تھا۔ نہ کسی کی عزت اور آبرو محفوظ تھی لیکن یہ جو چار مہینے ہیں، ان حرمت والے مہینوں میں وہ لوگ باوجود اپنی ساری کمزوریوں اور بدعملیوں کے ان کا اتنا زیادہ لحاظ کرتے تھے کہ اگر ان مہینوں میں ان کو باپ کا قاتل بھی مل جاوے تو وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے، اتنا زیادہ اس کا لحاظ کیا جاتا تھا۔

## زیادہ اہمیت کے حامل تین عشرے

بعد میں یہ قتل وقتال والا حکم تو اسلام نے آکر منسوخ کر دیا، البتہ آج بھی ان مہینوں کا ادب واحترام بایں معنی کہ ان مہینوں کے اندر خصوصیت کے ساتھ عبادات کا اہتمام کیا جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع اور انابت کیا جائے، وہ ہے بلکہ علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تین عشرے ہمارے اسلاف کے یہاں بڑے مہتم بالشان اور بڑے اہم سمجھے گئے ہیں: ایک تو رمضان کا آخری عشرہ، دوسرا ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور تیسرا یہ محرم الحرام کا پہلا عشرہ۔ یہ تین عشرے ایسے ہیں کہ ان میں لوگوں کو عبادتوں کا خاص اہتمام کرنا چاہیے اور ان دنوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں عبادتوں کا ثواب دوسرے دنوں سے زیادہ ہے۔



www.afif.in

## عبادتوں اور گناہوں سے بچنے کی توفیق کے حصول کا آسان راستہ

ان دنوں میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام بھی زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔ چناں چہ حضراتِ مفسرین نے لکھا ہے کہ جو آدمی ان حرمت والے مہینوں میں عبادتوں کا اہتمام کرے گا اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ دوسرے مہینوں اور دوسرے دنوں میں اس کو عبادت کی توفیق عطا فرمائیں گے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

## یومِ عاشورا کیا ہے؟

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں یہ نیا سال عطا فرمایا اور اسی محرم کی جو دسویں تاریخ آئندہ کل آرہی ہے، اس کو عاشورا کہتے ہیں۔ عاشورا کا ترجمہ ہی ہے دسواں دن۔ گویا ماہِ محرم کے دسویں دن کو خاص طور پر لفظِ عاشورا سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کو اسی نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی بھی شریعت کے اندر خاص اہمیت ہے۔

## دسویں محرم کے سلسلے میں ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

عام طور پر مسلمان عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اس دن میں حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جو واقعہ پیش آیا، اس کی وجہ سے اس کی اہمیت ہے، حالاں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے ساٹھ سال بعد پیش آیا اور یہ عاشورا اور دسویں محرم کے دن کی جو اہمیت ہے، وہ تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے بلکہ اس سے پہلے

سے چلی آرہی ہے۔

## دسویں محرم کے روز وقوع پذیر ہونے والے بعض اہم امور

اس دن میں دنیا میں بڑے بڑے واقعات وجود میں آئے۔ حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل کی شرح خصائلِ نبوی کے اندر لکھا ہے کہ:

(١) اسی دن میں حضرتِ آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

(٢) اسی دن کے اندر حضرتِ نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر آ کر کے لگی۔

## کشتی نوحؑ کا کعبۃ اللہ کے اردگرد سات چکر لگانا

صاحبِ تفسیر علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرتِ نوح علیہ السلام اپنی کشتی میں ٦ / رجب کو سوار ہوئے تھے اور پورے چھ مہینے کشتی اسی سیلاب اور پانی کے اندر چلتی رہی، اسی چلنے کے دوران جب وہ کشتی کعبۃ اللہ کے پاس پہنچی- اگرچہ وہ تو طوفانِ نوح سے پہلے اٹھالیا گیا تھا لیکن جب اس جگہ پر پہنچی ہے- تو وہاں اس نے سات چکر لگائے، باقاعدہ اس کا طواف کیا، تفسیر ابنِ کثیر میں یہ چیز موجود ہے اور دسویں محرم کو یہ کشتی جودی پہاڑ پر لگی اور اس میں سے حضرتِ نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام اترے (١)۔

---

(١) ابنِ عباسؓ کی روایت میں چالیس دن تک بیت اللہ کے چکر کاٹنے کا ذکر ہے: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ مَعَ نُوحٍ فِي السَّفِينَةِ ثَمَانُونَ رَجُلًا مَعَهُمْ أَهْلُوهُمْ، وَأَنَّهُمْ كَانُوا فِي السَّفِينَةِ مِائَةً وَخَمْسِينَ يَوْمًا، وَأَنَّ اللَّهَ وَجَّهَ السَّفِينَةَ إِلَى مَكَّةَ فَدَارَتْ بِالْبَيْتِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا۔ اور دسویں محرم کو جودی=



www.afif.in

(۳) حضرتِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش بھی اسی دن میں بتلائی جاتی ہے۔

(۴) حضرتِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت اور پیدائش بھی اسی دن میں بتلائی جاتی ہے۔

(۵) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اسی دن میں آسمان پر اٹھائے گئے۔

(۶) حضرتِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر آگ جو گلزار بنی، وہ بھی اسی عاشورا کے دن کے اندر بنی۔

(۷) حضرتِ یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بھی کنویں سے اسی دن میں نکالے گئے تھے۔

(۸) حضرتِ ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ان کی جو مشہور بیماری تھی، اس سے صحت اسی دن میں حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن روایتوں میں یہ آیا ہے، بعض روایتیں تو ایسی ہیں جن پر سندی اعتبار سے حضراتِ محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ مستند ہیں، حضرت یہ فرماتے ہیں۔

## دشمنِ خدا فرعون اسی دن دریا میں غرق ہوا تھا

(۹) حضرتِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعون اور

= پہاڑ پر ٹھیرنے کا ذکر قتادہ وغیرہ کی روایت میں ہے: وَكَانَ خُرُوجُهُمْ مِنَ السَّفِينَةِ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ مِنَ الْمُحَرَّمِ. (قصص الأنبياء لابن كثير ١/١١٣)



www.afif.in

قومِ فرعون کے مظالم سے چھڑانے کے لیے جب نکلے تھے اور فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور جب دریائے نیل پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو بطورِ معجزہ یہ عطا فرمایا کہ جب آپ نے اپنی لاٹھی دریا پر ماری تو بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کے لیے بارہ راستے بن گئے اور وہ ان سے گذر کر سامنے پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ آیا، اس نے دیکھا کہ پانی رکا ہوا ہے، راستے بنے ہوئے ہیں تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہو گیا اور جب بیچ میں پہنچا تو پانی مل گیا اور فرعون غرق ہو گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے مقابلے میں کامیابی عطا فرمائی، یہ چیز تو مسلم شریف کے اندر بھی موجود ہے۔

## عاشوراء کا روزہ ورودِ اسلام سے پہلے سے جاری ہے

چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت شمائل کے اندر بھی ہے اور مسلم کے اندر بھی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ مکہ، مشرکینِ قریش دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رکھتے تھے۔ آپ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہود بھی دسویں محرم کا روزہ رکھتے ہیں (۱)۔

## مسلمان سنتِ موسوی کی پیروی کے زیادہ حق دار ہیں

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انھوں نے

---

(۱) صحیح مسلم، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تعالیٰ عَنْهَا، بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ.



www.afif.in

جواب میں بتلایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم کے مقابلے میں اس دن میں کامیابی عطا فرمائی، فرعون غرق ہوا۔ اس کے شکرانے میں حضرتِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے روزہ رکھا تھا، ہم بھی رکھتے ہیں۔ ان کا یہ جواب سن کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرتِ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی اور اتباع کے تو ہم تمھارے مقابلے میں زیادہ حق دار ہیں، چناں چہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اس کا حکم دیا(۱)۔

## عاشوراء کا روزہ روزۂ رمضان کی فرضیت سے قبل فرض تھا

اور یہ روزہ رمضان کے روزوں سے پہلے فرض تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رکھا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا پھر رمضان کا روزہ جب فرض ہوا تو یہ عاشوراء کے روزے کی فرضیت ختم ہوگئی (۲)، البتہ آج بھی بطورِ نفل اور سنت کے رکھا جاتا ہے اور اس کی مخصوص فضیلت ہے۔

## عرفہ اور عاشورا کے روزوں کی فضیلت

مسلم شریف کی روایت ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا جو روزہ ہے، وہ کوئی رکھے گا تو وہ پچھلے ایک سال اور آنے والے ایک سال،

---

(۱) صحیح مسلم، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تعالىٰ عَنْهُمَا، بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ.

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، كَانَ عَاشُورَاءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ: مَنْ شَاءَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. (صحيح البخارى، بَابُ يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ)



www.afif.in

دو سال کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے اور یہ عاشورا کا روزہ جو کوئی رکھتا ہے تو پچھلے ایک سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بنتا ہے (۱)۔

## عاشوراء کے روزے کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ عمل

چناں چہ ان روزوں کا اہتمام اسلاف کے اندر رہا ہے، خود نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی فرضیت ختم ہونے کے بعد بھی یہ روزہ رکھتے رہے، البتہ آخری سال کہ جس میں آپ کی وفات ہوئی، اس سال بعض حضراتِ صحابہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔

## مسکوت عنہا احکام کے سلسلے میں ابتداءً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ عمل

شروعِ اسلام میں بعض ان چیزوں کے متعلق جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی صریح اور کھلا ہوا حکم نہیں آتا تھا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اور یہ انداز اور یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا گیا تھا کہ ان کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے لیکن جب یہودیوں نے عداوت میں انتہا کر دی اور باوجود ان کے سامنے حق واضح ہونے کے ایمان نہیں لائے بلکہ اسلام کی مخالفت اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی میں دن بہ دن آگے بڑھنے لگے تو پھر یہ طرزِ عمل بدلا گیا اور ان کی مخالفت کا رویہ اختیار کیا گیا۔ چناں چہ عبادات کے اندر بھی کوئی ایسا انداز اختیار کرنا جس میں ان کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہو، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

---

(۱) صحیح مسلم، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ تعالی عنہ، بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، رقم الحدیث: ۱۹۶۔



www.afif.in

## یومِ عاشورا کے روزے میں یہودیوں کی مخالفت کا طریقہ

چناں چہ اسی تربیت کے نتیجے میں ایک مرتبہ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ دسویں محرم کو تو یہود بھی روزہ رکھتے ہیں اور ہم بھی رکھتے ہیں تو گویا ان کے ساتھ ایک طرح کی مشابہت لازم آتی ہے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں کا بھی روزہ رکھوں گا(١)۔

اور مسندِ احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ تم اکیلے دسویں محرم کا نہیں بلکہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھو؛ تاکہ ان کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے(٢)۔

## تنہا دسویں محرم کے روزے کا حکم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آئندہ سال روزہ رکھنے کی نوبت نہیں آئی؛ اسی لیے علماء لکھتے ہیں کہ اکیلے دسویں محرم کا روزہ خلافِ اولیٰ ہے، مکروہِ تنزیہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا تھا، اس کے پیشِ نظر چاہیے کہ ہم اس کے ساتھ ایک اور دن کا روزہ ملائیں۔

---

(١) صحیح مسلم، عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا، بَابُ أَيِّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ؟۔

(٢) السنن الکبریٰ للبیہقی، عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا، بَابُ صَوْمِ يَوْمِ التَّاسِعِ، رقم الحدیث: ٨٤٠٦۔



www.afif.in

## تنہا دسویں محرم کے روزے کی کراہت کا حکم اب باقی نہیں رہا

البتہ ہمارے زمانے کے یہود اب قمری حساب پر چلتے نہیں ہیں۔ حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف الحدیث کے اندر لکھا ہے کہ:

ہمارے زمانے کے یہود کا حساب کتاب اب قمری سال پر نہیں رہا؛ اس لیے وہ چاہے عاشورا کا روزہ رکھتے ہوں لیکن ہمارا عاشورا اور ان کا عاشورا اب ایک ساتھ نہیں رہا؛ اس لیے جو علت اکیلا روزہ رکھنے کی کراہت کی تھی، اگر دیکھا جائے تو وہ باقی نہیں رہی اور عام طور پر حضراتِ فقہاء کے یہاں جب علت باقی نہیں رہتی تو حکم بھی باقی نہیں رہتا۔

## شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اس دن میں فضیلت نہیں ہے

یہ عاشورا یعنی دسویں محرم کا دن بڑا بابرکت دن ہے۔ عام طور پر مسلمان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے اس کو بابرکت سمجھتے ہیں، حالاں کہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ وہ واقعہ تو بہت بعد کا ہے بلکہ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہادت کی سعادت کا شرف اس دن میں عطا فرمایا، یہ ان کی فضیلت کی بات ہے، جیسے جمعہ کا دن، اس کی اپنی ایک فضیلت ہے، اگر کوئی آدمی شہادت کی سعادت پاوے اور جمعہ کے دن پاوے تو اس کی وجہ سے جمعہ کے دن میں فضیلت نہیں آئے گی بلکہ جمعہ کے دن اس کی شہادت واقع ہونے کی وجہ سے اس کو فضیلت حاصل ہوگی۔ چناں چہ علماء نے یہی بات لکھی ہے۔



www.afif.in

## بعض جاہل لوگ

اور بہت سے لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اس واقعے کی وجہ سے ان علاقوں میں جہاں شیعوں کا اثر ورسوخ ہے، ان کی دیکھا دیکھی -نعوذ باللہ- اس دن کو منحوس بھی سمجھتے ہیں، حالاں کہ کوئی دن اور کوئی رات منحوس نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب دن اور سب راتیں اور تمام اوقات بابرکت ہی بنائے ہیں بلکہ بعض اوقات کو بعض اوقات پر فضیلت کے اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے؛ اس لیے منحوس والا عقیدہ غلط ہے؛ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے عقیدوں کو درست کریں۔

## ماہِ محرم کو منحوس سمجھنے والوں کی خردماغی

بعض لوگ اس محرم کے مہینے میں شادی بیاہ نہیں کرتے، حالاں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نکاح ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسی مہینے میں ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسی مہینے میں ہوا ہے، حالاں کہ ان دونوں نکاح سے بڑھ کر بابرکت نکاح کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں جب کوئی نکاح پڑھانے والا کوئی نکاح پڑھاتا ہے اور دعا کرتا ہے تو کہتا ہے: اَللّٰھم اَلِّفْ بینھما کما اَلَّفْتَ بَیْنَ عَلِیٍّ وَفَاطِمة، اَللّٰھم اَلِّفْ بینھما کما اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَ خَدِیْجَةَ الکُبْرٰی۔

وہاں تو یہ دعائیں کی جاتی ہیں اور اسی مہینے میں نکاح کرنے کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں۔



www.afif.in

## کسی بھی چیز میں نحوست کا عقیدہ، یہ شرکِ خفی ہے

کسی بھی چیز میں نحوست کا عقیدہ، یہ شرکِ خفی ہے۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے بہشتی زیور میں باقاعدہ لکھا ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو متبرک یا منحوس بنائے۔

بہر حال! بہت سے لوگ اس مہینے میں نکاح کو، اپنی دکانوں کے افتتاح کو یا کسی تجارتی سفر کو روک دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔

بہر حال! یہ عاشورا کا دن اپنے اندر بڑی اہمیت اور برکت رکھتا ہے، اس دن کے اعمال میں سے ایک عمل روزہ بھی ہے۔

## یومِ عاشورا کا دوسرا عمل: گھر والوں پر کھانے پینے میں وسعت

ایک دوسرا عمل، بیہقی کی روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ وَسَّعَ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَى أَهْلِهِ طُولَ سَنَتِهِ کہ: جو آدمی اس دن اپنے گھر والوں پر کھانے پینے میں وسعت کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ سال بھر اس کی روزی میں وسعت فرمائیں گے (۱)۔

## عاشورا کے دن گھر والوں پر وسعت کا مطلب

چناں چہ اسلاف کے یہاں اس کا معمول تھا، مشکوۃ کے اندر یہ چیز موجود ہے اور اسلاف اپنے گھر والوں کے ساتھ اس کا اہتمام کرتے تھے (۲) لیکن اس کا مطلب یہ

---

(۱) شعب الإیمان، عَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، صَوْمُ التَّاسِعِ مَعَ الْعَاشِرِ۔ =



www.afif.in

نہیں کہ کوئی مخصوص کھانا پکاتے تھے، جیسے کھچڑا پکایا ہو، یہ تو شیعوں والی بات ہوگئی۔ ویسے کوئی بھی اچھی چیز اس دن آپ اپنے گھر والوں پر وسعت کی نیت سے پکائیں تو اس کی اجازت ہے، اس کی برکت ان شاء اللہ حاصل ہوگی۔ اور چوں کہ اسلاف کے یہاں اس کا عمل رہا ہے تو بعض مرتبہ کوئی روایت سند کے اعتبار سے اتنی زیادہ اعلیٰ نہیں ہوتی لیکن اسلاف کے یہاں اس کا عمل ہونے کی وجہ سے وہ قابلِ عمل قرار دی جاتی ہے۔

## عاشورا کے دن وسعت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

البتہ اس موقع پر ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال پیش کیا ہے کہ ایک طرف تو یہ ہے کہ اس دن میں آدمی اپنے گھر والوں کے لیے وسعت کرے اور دوسری طرف یہ ہے کہ اس دن میں روزہ رکھنا چاہیے تو وسعت پر عمل کیسے ہوگا؟ تو حضرت شیخ یونس صاحب دامت برکاتہم نے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ بھائی! یہاں وسعت سے مراد اس کے اسباب ہیں کہ کھانا پکانے کا اہتمام تو دن میں ہو، بھلے آپ روزہ دار ہونے کی وجہ سے کھا نہیں سکیں گے، کھائیں گے تو مغرب یا عشا کے بعد لیکن سارا انتظام آپ نے دن میں کیا ہے تو اس کی وہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ خیر یہ تو اس سلسلے میں اہلِ علم کی بحثیں ہیں۔

---

=(٢) وعن ابنِ مسعودٍ، قال: قال رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ وَسَّعَ علي عيالِه في النَّفقةِ يومَ عاشوراءَ؛ وسَّعَ اللهُ عليهِ سائرَ سنتِه. قال سفيانُ: إنَّا قد جرَّبناهُ فوجدناهُ كذلك. رواه رزين. (مشكوة اول، باب فضل الصدقة)

## حرمت والے مہینوں کا پاس ولحاظ کیجیے

خیر! میں یہ عرض کرنے جارہا تھا کہ یہ محرم کا مہینہ اسلامی، قمری سال کا پہلا مہینہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لیے نیا سال یہیں سے شروع ہوتا ہے اور جو حرمت والے چار مہینے بتلائے گئے، ان مہینوں میں خاص طور پر عبادتوں کا اہتمام ہو، اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کیا جائے۔

## تعزیہ کی مختصر تاریخ

اور اس میں جو تعزیہ وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں، حالاں کہ یہ تعزیہ کا سلسلہ ۳۵۲ھ میں بنو بویہ جو مصر کے اندر حکومت کرتے تھے اور شیعہ خاندان سے تعلق تھا، انھوں نے شیعوں کو حکم دیا تھا کہ دسویں محرم کے روز سب کالے کپڑے پہنیں، عورتیں بھی کالے کپڑے پہنیں اور چہرے بھی سیاہ کریں اور کھلے راستوں پر نکل کر اپنے بالوں کو کھول کر اپنی چھاتی پیٹیں اور اپنے چہروں کو نوچیں (۱)، چناں چہ اس کے حکم سے پہلی مرتبہ یہ کام کیا گیا اور اہلِ سنت والجماعت اس میں شریک نہیں ہوئے اور دوسرے سال بھی

---

(۱) سنه اثنتين وخمسين وثلاثمائة: في هذه السنه، خرج النساء منتشرات الشعور، مسودات الوجوه، يلطمن في الشوارع يوم عاشوراء على الحسين رضى الله عنه، وغلقت الاسواق. (تاريخ الطبرى ۱۱/۳۹۷) في عاشر المحرم من هذه السنة (۳۵۲ھ) أمر معز الدولة بن بويه - قبحه الله - أن تغلق الأسواق وأن يلبس الناس المسوح من الشعر، وأن تخرج النساء حاسرات عن وجوههن، ناشرات شعورهن في الأسواق، يلطمن وجوههن، ينحن على الحسين بن علي ففعل ذلک، ولم يمكن أهل السنة منع ذلک؛ لكثرة الشيعة، وكون السلطان معهم. (البداية والنهاية ۱۵/۲۶۱)



www.afif.in

اس نے یہ حکم دیا اور اہلِ سنت والجماعت کو بھی اپنی حکومت اور طاقت کے زور پر اس نے مجبور کرنا چاہا تو اہلِ سنت والجماعت نے اپنی ایمانی غیرت کی وجہ سے اس کا انکار کر دیا اور اسی کے نتیجے میں دونوں میں خوب زبردست جنگ بھی ہوئی لیکن اہلِ سنت والجماعت نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ آج ہم اپنی جہالت، بے دینی اور غفلت کی وجہ سے یہ سب کرتے ہیں۔

## ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک سب سے بہتر دن، مہینے اور سال

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان دنوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اہتمام ہو۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب: المنبہات میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ اور سب سے بہتر دن کون سا ہے؟ اور سب سے بہتر مہینہ کون سا ہے؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ سب سے بہتر عمل پنج وقتہ نماز ہے اور سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اور سب سے بہتر مہینہ رمضان کا مہینہ ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سب سے بہتر دن، مہینہ اور سال

اس آدمی نے تین دن تک یہ سوال کیے اور چوتھے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا، انھوں نے یہ جواب دیا، آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو! ساری دنیا کے علماء اور حکماء جمع ہوں تو وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ اس سے بہتر جواب کیا ہو سکتا ہے!، البتہ



www.afif.in

میرے نزدیک سب سے بہتر عمل وہ ہے جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو اور سب سے بہتر مہینہ وہ ہے جس میں آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور سب سے بہتر دن وہ ہے جس میں آدمی اپنے ایمان والے دل کو لے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہو یعنی جس دن ایمان پر موت آئے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں ہوسکتا۔

## برکت اور نحوست انسان کے اعمال سے آتی ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ برکت ہو یا نحوست ہو، اس کا تعلق تو ہمارے اعمال سے ہے۔ رمضان سے بڑھ کر اور کون سا مہینہ برکت والا ہوسکتا ہے؟ لیکن آپ نے فضائلِ رمضان کے اندر سنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے، پہلے زینے پر جب قدم رکھا تو فرمایا: آمین! دوسرے زینے پر جب قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین! تیسرے زینے پر جب قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین!۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آج تو آپ نے ایک ایسی بات ارشاد فرمائی جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی!۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب میں نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو حضرتِ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ہلاک ہوجیو وہ آدمی جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی تو میں نے کہا: آمین۔

دیکھئے! رمضان کا مہینہ اپنی جگہ برکت والا ہے لیکن جو آدمی اس کی ناقدری کرے گا اور اس مہینے کے اندر برے اعمال کے اندر مشغول رہے گا تو اس کے حق میں



www.afif.in

وہی مہینہ ہلاکت کا ذریعہ بنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کا ذریعہ بنا، حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کی بددعا کا ذریعہ بنا۔

اس لیے بھائی! حقیقت تو یہ ہے کہ یہ برکت اور نحوست سارا ہمارے اعمال کے ساتھ جڑا ہوا ہے: اچھے اعمال کا اہتمام کرے تو کوئی بھی مہینہ ہوگا، وہ ہمارے لیے برکت والا ہوگا؛ اس لیے اچھے اعمال کا اہتمام کرے۔

## بقیہ دو بدبخت انسان

اسی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دوسرے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ ہلاک ہوجیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا نامِ مبارک لیا جائے اور آپ پر درود نہ پڑھے اور جب تیسرے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ ہلاک ہوجیو وہ شخص جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کو بوڑھاپے کی حالت میں پائے اور ان کی خدمت کرکے جنت نہ کمائے۔ ماں باپ سے بڑھ کر اور نعمت کیا ہوسکتی ہے (۱)؟

## ماں باپ کی ناقدری جہنم میں لے جانے کا باعث ہے

لیکن جو شخص ان کی ناقدری کرے گا اور ان کی جیسی خدمت کرنی چاہیے، ویسی خدمت نہیں کرے گا تو اس کے حق میں یہی ماں باپ جہنم میں جانے کا ذریعہ بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اس لیے تو نہیں بنایا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو جہنم میں

(۱) المستدرک علی الصحیحین، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ، كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ.



www.afif.in

لے جائیں لیکن یہ اولاد خود اپنی بدعملی اور نافرمانی کی وجہ سے ماں باپ کی ناقدری کر کے جہنم میں گئی، اس میں ماں باپ کا قصور تھوڑا ہے؟۔

## ہم اپنی پوری زندگی کو خیر و برکت والی کیسے بنا سکتے ہیں؟

اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اللہ کے احکام کے مطابق گذارنے کا اہتمام کریں تو کوئی بھی مہینہ ہوگا، کوئی بھی دن ہوگا، کوئی بھی رات ہوگی، اگر اس مہینے کو، اس دن کو، اس رات کو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت، عبادت اور فرماں برداری میں گذاریں گے، اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے، گناہوں سے بچانے کا اہتمام کریں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے: ماں باپ کے ساتھ اطاعت وفرماں برداری کا، ان کے ساتھ خدمت گزاری کا معاملہ کریں گے، اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی ادائگی کا اہتمام کریں گے تو یہ سب کچھ تمھارے لیے خیر اور برکت ہے۔

## قطع رحمی کی نحوست

حدیث شریف میں آتا ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ: قطع رحمی کرنے والا، رشتہ داروں کے حقوق کو جو آدمی ادا نہ کرتا ہو، وہ جنت میں نہیں جائے گا(۱)۔ بلکہ ایک حدیث میں تو بڑا سخت جملہ ارشاد فرمایا: لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰی قَوْمٍ فِیهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ: جس قوم میں ایک آدمی ایسا ہو جو اپنے رشتہ داروں کا حق ادا

(۱) صحیح البخاری، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ۔



www.afif.in

نہ کرتا ہو، قطع رحمی کا سلوک کرتا ہو، اس پوری قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی (۱)۔

## تہی دستانِ قسمت را چہ شد از رہبرِ کامل

میں کہا کرتا ہوں کہ آج تو گھر گھر کے اندر قطع رحمی کرنے والے ہیں، پھر اللہ کی رحمت کہاں سے نازل ہو! ہم نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کر کے اپنے لیے جہنم کے راستے کھول دیے، اس میں قصور ہمارا ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو رحمۃ للعالمین بن کر کے آئے تھے اور آپ کی تعلیمات تو اسی لیے تھیں کہ جو آدمی ان تعلیمات کو اختیار کرے گا، اپنائے گا، عمل کرے گا، وہ اس کے ذریعہ سے جنت میں پہنچے گا لیکن جو آدمی اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے، اپنی بدعملی کی وجہ سے ان تعلیمات کی خلاف ورزی کرے اور اس کے نتیجے میں جہنم میں پہنچے تو کیا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکت پر انگلی اٹھائی جا سکتی ہے؟ نہیں! آپ کی ذات تو رحمت ہی رحمت ہے، ہم نالائق ہیں کہ سراپا رحمت ذات کی قدر نہیں کی، ان کی تعلیمات کو نہیں اپنایا تو ان کی نافرمانی کی وجہ سے ہم جہنم میں جائیں گے۔

میں نے کہا نا کہ ماں باپ کا وجود رحمت ہے لیکن اولاد ان کی نافرمانی اور ان کی ناقدری کر کے جہنم میں جائے تو اس میں ماں باپ کا کیا قصور؟ رمضان کا مہینہ برکت والا ہی مہینہ ہے لیکن کوئی آدمی اس برکت والے مہینے کے اندر بھی گناہوں میں لت پت رہے اور نیکی کا کوئی کام نہ کرے اور یہ مہینہ یوں ہی گذار دے اور اس کے گناہوں کی

---

(۱) شعب الإيمان، عن عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضى الله تعالى عنهما، بَابٌ فِي صِلَةِ الْأَرْحَامِ.

www.afif.in

مغفرت نہ ہو، وہ اگر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کا حق دار بن جائے تو اس میں رمضان کا کیا قصور ہے؟۔

## مسئلہ معلوم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ کر عمل کیجیے

حقیقت تو یہ ہے کہ سب کچھ ہمارے ساتھ جڑا ہوا ہے؛ اس لیے میں آپ حضرات سے خاص طور پر کہوں گا کہ ہمیں اپنے اعمال کا ہر وقت جائزہ لینا چاہیے۔ جو کرو، شریعت کے مطابق کرو، اگر حکم معلوم نہیں ہے تو معلوم کرو۔ قرآن میں اللہ نے حکم دیا ہے: ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [النحل:٤٣] کوئی بھی کام ہو، شریعت کا حکم معلوم کیے بغیر آگے بڑھنا نہیں ہے اور جو معلوم ہے، اس پر عمل کا اہتمام ہونا چاہیے۔

## مریضِ لاعلاج ہیں، اس کا علاج کیا ہے!

ہم گناہوں کو گناہ جاننے کے باوجود اس کو کرتے رہیں گے تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور محرومی اور کیا ہو سکتی ہے!! یہ تو بہت بڑی محرومی کی بات ہے۔ آج عام مزاج ایسا ہی ہے۔ جو آدمی گناہ کا کام کرتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں جانتا، وہ جانتا ہے، اس کو کسی کو بتلانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ خود جانتا ہے کہ میں جو کام کر رہا ہوں، وہ گناہ کا کام ہے، اللہ کی نافرمانی کا کام ہے، جہنم میں لے جانے والا ہے اور اس کے باوجود بھی کر رہا ہے، اس کا کیا علاج ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی زندگیوں کے اوپر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت ہے کہ دیکھیں کہ ہم کس طرح زندگی گذار رہے ہیں، یہ نیا سال آیا ہے، وہ



www.afif.in

ہمارے لیے امن وامان کا، خیر وبرکت کا اور اللہ کی رحمت کا ذریعہ اسی وقت بنے گا جب ہم اس میں اللہ کے احکام اپنی زندگیوں میں اپنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

www.afif.in